رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵
ٹیلیفون نمبر ۹۱

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

اللہ اکبر

الفضل

روزنامہ قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۱۵
ششماہی ۸
سہ ماہی ۳ روپے ۱۲

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN.

قیمت فی پرچہ ایک آنہ
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۸

جلد ۲۵ | مورخہ ۲ محرم ۱۳۵۶ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۳۷ء | نمبر ۶۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قیامت کے قریب حضرت مسیح کی روحانیت کا ایک قہری شبیہہ میں نزول مقدر ہے

"یوں مقدر ہے۔ کہ ایک زمانہ کے گزرنے کے بعد کہ خیر اور صلاح اور غلبۂ توحید کا زمانہ ہوگا ۔ پھر دنیا میں فساد ۔ اور شرک اور ظلم عود کرے گا ۔ اور بعض بعض کو کیڑوں کی طرح کھائیں گے ۔ اور جاہلیت غلبہ کرے گی ۔ اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی اور مخلوق کو خدا بنانے کی جہالت بڑے زور سے پھیلے گی ۔ اور یہ سب فساد عیسائی مذہب سے اس آخری زمانہ کے آخری حصہ میں دنیا میں پھیلیں گے ۔ تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آکر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی ۔ تب ایک قہری شبیہہ میں اس کا نزول ہو کر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا ۔ تب آخر ہوگا ۔ اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائیگی ۔"

(آئینۂ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۶)

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۴ مارچ ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے ۔ کہ درد نقرس میں کمی ہے ۔ اور پھنسی کا زخم بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے مندمل ہو گیا ہے ۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے ۔

خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب پنجاب حج کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لے گئے ۔

مسماۃ بھاگن بیوہ میاں کریم بخش صاحب متوطن سنور وفات پا گئیں ۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں ۔ مرحومہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے گھر کی خادمہ تھیں ۔ احباب دعائے مغفرت کریں ۔

377

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲ محرم ۱۳۵۶ھ

وزیر اعظم پنجاب کے مُبارک ارادے

فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرنے کی کسی کو اجازت نہ دی جائیگی

پنجاب کے سب سے پہلے وزیر اعظم سر سکندر حیات خان صاحب کے کندھوں پر مستقبل قریب میں حکومتِ پنجاب کے نظم و نسق کا جو عظیم الشان بار پڑنے والا ہے۔ اسے باحسن طریق اُٹھانے کے لئے انہوں نے ابھی سے نہایت مدبرانہ رنگ میں تیاری شروع کر دی ہے وُہ اس وقت تک اپنے جن ارادوں سے پبلک کو آگاہ کر چکے ہیں۔ وُہ اگر پایۂ تکمیل کو پہونچ گئے۔ تو ان کے عہدِ حکومت کے نہایت شاندار اور قابل یادگار ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہ جائے گا۔

سر سکندر حیات خان صاحب نے بحیثیت وزیر اعظم پنجاب اس وقت تک جن اہم مسائل کے متعلق اظہارِ خیال فرمایا ہے۔ ان میں سے سب سے زیادہ اہمیت رکھنے والا مسئلہ فرقہ وارانہ کشیدگی بڑھانے اور مذہب کے نام پر ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے اور فتنہ پیدا کرنے والوں کا انسداد ہے چونکہ اس کا سب سے زیادہ تعلق اخبار نویسوں اور مذہبی لیکچراروں سے ہے اس لئے سر موصوف نے انہی کو مخاطب کیا۔ چنانچہ حال میں انہوں نے لاہور کے ہندو مسلمان اخبار نویسوں کو ایک دعوت میں مدعو کر کے جو تبادلۂ خیالات کیا اس میں اس سوال کے جواب میں۔ کہ وُہ اپنے عہدِ حکومت میں اخبارات کی کیا امداد کریں گے۔ فرمایا:۔

"میں اخبارات کی پوری امداد کرنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ وُہ بھی اس صُوبہ میں پُرامن اور غیر فرقہ وارانہ فضا پیدا کرنے میں میری امداد کریں۔ لیکن اس آزادی کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی اجازت نہ دُوں گا۔ میں اس بات کی زیادہ پروا نہ کروں گا۔ کہ میرے متعلق یا میری پارٹی کے متعلق اخبارات کیا لکھتے ہیں۔ لیکن جو کوئی اخبار فرقہ وارانہ فضا پیدا کرنے یا مختلف جماعتوں کے تعلقات خراب کرنے کی کوشش کرے گا۔ میں اس کے خلاف پوری کارروائی کروں گا"۔

اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا ۔ کہ بعض لوگوں نے پنجاب کی صحافتی آبادی کو سخت بدنام کر رکھا ہے چونکہ وُہ ذاتی اغراض کے حصول۔ اور جلبِ منفعت کی خاطر شرمناک سے شرمناک طریق عمل اختیار کر لینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اس لئے وُہ جب بھی تگ و دو شروع کرتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی فتنہ۔ فساد۔ اور شورش پیدا کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے حکومت الگ مخمصہ میں مبتلا ہو جاتی ہے اور رعایا الگ بے چینی اور اضطراب کا شکار ہونے لگتی ہے۔ اس مصیبت کا علاج یہی ہے۔ کہ فرقہ وار کشیدگی کو بڑھانے اور فرقہ وار جذبات کی حرارت میں اضافہ کرنے کی کسی کو اجازت نہ دی جائے۔ اس کے مقابلہ میں جو اخبارات صُوبہ کی خدمت فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکائے بغیر کریں۔ قیامِ امن اور پابندی قانون کے لئے کوشاں رہیں۔ باہمی محبت اور رواداری کی تلقین کریں۔ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اگر اس طریقِ عمل کو پوری طرح جاری کیا گیا۔ تو اس کے نتائج بہت اچھے برآمد ہونگے۔ اور اہلِ پنجاب تھوڑے سے عرصہ میں ہی حکومت کے حسن انتظام اور اعلےٰ تدبر کے گن گانے لگ جائیں گے:۔

اس بارے میں اخبارات کے بعد چونکہ وُہ لوگ قابلِ توجہ ہیں۔ جو تحریر کی بجائے تقریر سے کام لیتے ہیں یعنی مذہبی واعظ اور لیکچرار وغیرہ۔ اس لئے ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے سر سکندر حیات خانصاحب نے ایک دُوسرے موقعہ پر اس سوال کے جواب میں۔ کہ "فرقہ وارانہ مسائل کا کس طرح فیصلہ کیا جائے گا" فرمایا:۔

"ہم ملک میں ایسا ماحول پیدا کر دینگے۔ کہ جس میں کوتاہ بین اور متعصب لوگوں کے لئے مذہب اور دھرم کے نام پر عوام کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے کا کوئی امکان باقی نہ رہے ہماری سب سے بڑی کوشش یہ ہوگی۔ کہ حکومت کے انتظام کو اس طریقہ پر چلایا جائے۔ کہ جس کے اندر پبلک سپرٹ رکھنے والے سارے لوگوں کے لئے یہ بات آسان ہو جائے۔ کہ وُہ زندگی کے ہر پہلو سے فرقہ داری کے زہر کو خارج کر سکیں"۔

اس مبارک عزم کے لئے ہر اس انسان کو سر سکندر حیات خاں صاحب کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ جو کوتاہ بین اور متعصب لوگوں کو قوم۔ وطن اور مذہب کے لئے لعنت سمجھتا ہے اور امید رکھنی چاہیئے۔ کہ وزیر اعظم پنجاب اس لعنت کو دُور کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں گے۔ انہوں نے اس کام کو سب سے بڑی کوشش کا مستحق قرار دیا ہے اور فی الواقعہ یہ معاملہ سب سے بڑی کوشش کا ہی محتاج ہے۔ اور انہیں یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ پنجاب کا ہر شریف۔ اور امن پسند انسان خواہ وُہ کسی مذہب و ملت کا ہو۔ اس معاملہ میں ان کی حکومت کی پوری پوری امداد کرنا اپنا فرض سمجھے گا:۔

اس وقت تک پنجاب فرقہ وارانہ کشیدگی کے نہایت تلخ اور کڑوے پھل کھا چکا ہے۔ نہ صرف مسلمان۔ ہندو سکھ وغیرہ ایک دوسرے کو جانی اور مالی نقصانات پہونچانے میں پورا زور صرف کر چکے ہیں۔ بلکہ مسلمان کہلانے والے مسلمانوں کے خلاف۔ ہندو کہلانے والے ہندوؤں کے خلاف اور سکھ کہلانے والے سکھوں کے خلاف فتنہ آرائی کے نہایت شرمناک نمونے پیش کر چکے ہیں۔ حکومت مختلف اقوام کے تصادم کو روکنے میں تو کسی قدر سرگرمی کا اظہار کرتی رہی ہے۔ لیکن کسی مذہب کے لوگوں کی اندرونی کشمکش کو روکنے میں بہت سہل انگار واقعہ ہوئی ہے۔ اور ہمارا تھوڑے ہی عرصہ کا تجربہ تو یہ ہے۔ کہ بعض حکام خود اس قسم کی کشمکش کو بڑھانے کا باعث بنتے ہیں۔ اگر آنے والی حکومت اس نقص کی اصلاح کر سکے۔ تو شرافت اور انسانیت پر بہت بڑا احسان کرے گی۔ اور اس کے ساتھ ہی ملک اور اہل ملک کو پُرامن خوشحال اور فارغ البال بنانے میں اسے غیر معمولی کامیابی حاصل ہوگی۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ اگر حکومت فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرنے۔ اور مذہب کے پردہ میں کسی کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات کو مشتعل کرنے والوں کے سدباب کا عزم بالجزم کر لے۔ تو کوئی ایسی چیز اس کے رستہ میں روکاوٹ ثابت نہیں ہوسکتی۔ جو بآسانی دور نہ کی جاسکے۔ عوام الناس کے جذبات سے کھیلنے والے لوگ نہایت کم ہمت۔ بے استقلال۔ اور بزدل ہوتے ہیں۔ ان میں قطعاً مقابلہ کی طاقت نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ مقابلہ صحیح معنوں میں کیا جائے ہمیں امید رکھنی چاہیئے۔ کہ آنے والی حکومت اس اہم امر کو ضرور پیشِ نظر رکھے گی۔ اور حسب وعدہ فرقہ وارانہ منافرت پیدا کرنے والوں کا پوری طرح انسداد کرے گی:۔

377
Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲ محرم ۱۳۵۶ھ

وزیراعظم پنجاب کے مبارک ارادے

فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرنے کی کسی کو اجازت نہ دیجائیگی

پنجاب کے سب سے پہلے وزیراعظم سر سکندر حیات خان صاحب کے کندھوں پر مستقبل قریب میں حکومتِ پنجاب کے نظم و نسق کا جو عظیم الشان بار پڑنے والا ہے۔ اسے باحسن طریق اُٹھانے کے لئے انہوں نے ابھی سے نہایت مدبرانہ رنگ میں تیاری شروع کر دی ہے وُہ اس وقت تک اپنے جن ارادوں سے پبلک کو آگاہ کر چکے ہیں۔ وُہ اگر پایۂ تکمیل کو پہونچ گئے۔ تو ان کے عہدِ حکومت کے نہایت شاندار اور قابل یادگار ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہ جائے گا۔

سر سکندر حیات خان صاحب نے بحیثیت وزیراعظم پنجاب اس وقت تک جن اہم مسائل کے متعلق اظہارِ خیال فرمایا ہے۔ ان میں سے سب سے زیادہ اہمیت رکھنے والا مسئلہ فرقہ وارانہ کشیدگی بڑھانے اور مذہب کے نام پر ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے اور فتنہ پیدا کرنے والوں کا انسداد ہے چونکہ اس کا سب سے زیادہ تعلق اخبار نویسوں اور مذہبی لیکچراروں سے ہے اس لئے سر موصوف نے انہی کو مخاطب کیا۔ چنانچہ حال میں انہوں نے لاہور کے ہندو مسلمان اخبار نویسوں کو ایک دعوت میں مدعو کر کے جو تبادلۂ خیالات کیا اس میں اس سوال کے جواب میں۔ کہ وُہ اپنے عہدِ حکومت میں اخبارات کی کیا امداد کریں گے۔ فرمایا:۔

"میں اخبارات کی پوری امداد کرنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ وُہ بھی اس صُوبہ میں پُرامن اور غیر فرقہ وارانہ فضا پیدا کرنے میں میری امداد کریں۔ لیکن اس آزادی کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی اجازت نہ دُوں گا۔ میں اس بات کی زیادہ پروا نہ کروں گا۔ کہ میرے متعلق یا میری پارٹی کے متعلق اخبارات کیا لکھتے ہیں۔ لیکن جو کوئی اخبار فرقہ وارانہ فضا پیدا کرنے یا مختلف جماعتوں کے تعلقات خراب کرنے کی کوشش کرے گا۔ میں اس کے خلاف پوری کارروائی کروں گا۔"

اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا — کہ بعض لوگوں نے پنجاب کی صحافتی آبادی کو سخت بدنام کر رکھا ہے چونکہ وُہ ذاتی اغراض کے حصول۔ اور جلبِ منفعت کی خاطر شرمناک سے شرمناک طریق عمل اختیار کر لینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اس لئے وُہ جب بھی تنگ و دو شروع کرتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی فتنہ۔ فساد۔ اور شورش پیدا کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے حکومت الگ مخمصہ میں مبتلا ہو جاتی ہے اور رعایا الگ بے چینی اور اضطراب کا شکار ہونے لگتی ہے۔ اس مصیبت کا علاج یہی ہے۔ کہ فرقہ وار کشیدگی کو بڑھانے اور فرقہ وار جذبات کی حرارت میں اضافہ کرنے کی کسی کو اجازت نہ دی جائے۔ اس کے مقابلہ میں جو اخبارات صُوبہ کی خدمت فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکائے بغیر کریں۔ قیامِ امن اور پابندی قانون کے لئے کوشاں رہیں۔ باہمی محبت اور رواداری کی تلقین کریں۔ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اگر اس طریقِ عمل کو پوری طرح جاری کیا گیا۔ تو اس کے نتائج بہت اچھے برآمد ہونگے۔ اور اہلِ پنجاب تھوڑے سے عرصہ میں ہی حکومت کے حسن انتظام اور اعلےٰ تدبر کے گن گانے لگ جائیں گے:۔

اس بارے میں اخبارات کے بعد چونکہ وُہ لوگ قابلِ توجہ ہیں۔ جو تحریر کی بجائے تقریر سے کام لیتے ہیں یعنی مذہبی واعظ اور لیکچرار وغیرہ۔ اس لئے ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے سر سکندر حیات خانصاحب نے ایک دُوسرے موقعہ پر اس سوال کے جواب میں۔ کہ "فرقہ وارانہ مسائل کا کس طرح فیصلہ کیا جائے گا" فرمایا:۔

"ہم ملک میں ایسا ماحول پیدا کر دینگے۔ کہ جس میں کوتاہ بین اور متعصب لوگوں کے لئے مذہب اور دھرم کے نام پر عوام کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے کا کوئی امکان باقی نہ رہے ہماری سب سے بڑی کوشش یہ ہوگی۔ کہ حکومت کے انتظام کو اس طریقہ پر چلایا جائے۔ کہ جس کے اندر پبلک سپرٹ رکھنے والے سارے لوگوں کے لئے یہ بات آسان ہو جائے۔ کہ وُہ زندگی کے ہر پہلو سے فرقہ واری کے زہر کو خارج کر سکیں"

اس مبارک عزم کے لئے ہر اس انسان کو سر سکندر حیات خاں صاحب کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ جو کوتاہ بین اور متعصب لوگوں کو قوم۔ وطن اور مذہب کے لئے لعنت سمجھتا ہے اور امید رکھنی چاہیئے۔ کہ وزیر اعظم پنجاب اس لعنت کو دُور کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔ انہوں نے اس کام کو سب سے بڑی کوشش کا مستحق قرار دیا ہے اور فی الواقعہ یہ معاملہ سب سے بڑی کوشش کا ہی محتاج ہے۔ اور انہیں یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ پنجاب کا ہر شریف۔ اور امن پسند انسان خواہ وُہ کسی مذہب وملت کا ہو۔ اس معاملہ میں ان کی حکومت کی پوری پوری امداد کرنا اپنا فرض سمجھے گا:۔

اس وقت تک پنجاب فرقہ وارانہ کشیدگی کے نہایت تلخ اور کڑوے پھل کھا چکا ہے۔ نہ صرف مسلمان۔ ہندو سکھ وغیرہ ایک دوسرے کو جانی اور مالی نقصانات پہونچانے میں پورا زور صرف کر چکے ہیں۔ بلکہ مسلمان کہلانے والے مسلمانوں کے خلاف۔ ہندو کہلانے والے ہندوؤں کے خلاف اور سکھ کہلانے والے سکھوں کے خلاف فتنہ آرائی کے نہایت شرمناک نمونے پیش کر چکے ہیں۔ حکومت مختلف اقوام کے تصادم کو روکنے میں تو کسی قدر سرگرمی کا اظہار کرتی رہی ہے۔ لیکن کسی مذہب کے لوگوں کی اندرونی کشمکش کو روکنے میں بہت سہل انگار واقعہ ہوئی ہے۔ اور ہمارا تھوڑے ہی عرصہ کا تجربہ تو یہ ہے۔ کہ بعض حکام خود اس قسم کی کشمکش کو بڑھانے کا باعث بنتے ہیں۔ اگر آنے والی حکومت اس نقص کی اصلاح کر سکے۔ تو شرافت اور انسانیت پر بہت بڑا احسان کرے گی۔ اور اس کے ساتھ ہی ملک اور اہل ملک کو پُرامن خوشحال اور فارغ البال بنانے میں اسے غیر معمولی کامیابی حاصل ہوگی۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ اگر حکومت فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرنے۔ اور مذہب کے پردہ میں کسی کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات کو مشتعل کرنے والوں کے سدباب کا عزم بالجزم کر لے۔ تو کوئی ایسی چیز اس کے رستہ میں روکاوٹ ثابت نہیں ہوسکتی۔ جو آسانی دور نہ کی جاسکے۔ عوام الناس کے جذبات سے کھیلنے والے لوگ نہایت کم ہمت۔ بے استقلال۔ اور بُزدل ہوتے ہیں۔ ان میں قطعاً مقابلہ کی طاقت نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ مقابلہ صحیح معنوں میں کیا جائے ہمیں امید رکھنی چاہیئے۔ کہ آنے والی حکومت اس اہم امر کو ضرور پیش نظر رکھے گی۔ اور حسب وعدہ فرقہ وارانہ منافرت پیدا کرنے والوں کا پوری طرح انسداد کرے گی:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسجد احمدیہ لنڈن میں آنریبل مارکوئس آف زٹلینڈ وزیر ہند اور آنریبل لارڈ میلکم ہیلی سابق گورنر پنجاب کی تقریریں

برطانیہ اور مسلمانوں کے خوشگوار تعلقات

اسلام اور مسلمانوں کا حال و مستقبل

۲۲ فروری کو مسجد احمدیہ لنڈن میں تقریب عیدالاضحٰے کے سلسلہ میں جو جلسہ منعقد کیا گیا۔ اور جس کی صدارت آنریبل لارڈ زٹلینڈ (پی۔ سی، جی۔ سی ایس۔ آئی، جی۔ سی۔ آئی۔ ای) سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا نے فرمائی۔ اس میں آنریبل صدر اور آنریبل لارڈ میلکم ہیلی نے نہائت دلچسپ تقریریں کیں جن کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مارکوئس آف زٹلینڈ کی تقریر

آپ نے فرمایا۔ معزز حضرات! قبل اس کے کہ میں لارڈ ہیلی سے تقریر کی درخواست کروں۔ میں اس موقعہ پر اس خوشی کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے جلسہ کی صدارت کو جس کی محبانہ دعوت مجھے دی گئی تھی۔ مجھے قبول کرنے کا موقعہ حاصل ہؤا۔ میں امام صاحب مسجد احمدیہ لنڈن کی اس نوازش کا ممنون ہوں۔ کہ انہوں نے اس غرض سے کہ میں حاضر ہو سکوں۔ اس جلسہ کو کل کی بجائے آج منعقد کرنیکا انتظام کیا۔

اسلامی ممالک کا ذکر

آج یہاں آنے سے مجھے جو خوشی حاصل ہوئی ہے۔ وہ ان نہائت واضح اور روشن تاثرات کی یاد سے جو گذشتہ سالوں میں اسلامی ممالک مصر۔ ترکی۔ عراق۔ ایران۔ وسط ایشیا اور ہندوستان وغیرہ کے ساتھ میرے تعلقات کے متعلق اس وقت تک میرے ذہن میں موجود ہیں۔ اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے یہ وہ ممالک ہیں۔ جہاں میں نے اس عظیم الشان جدوجہد کو جو اسلام نے دنیا کی تہذیب و تمدن کی ترقی کے متعلق کی ہے بچشم خود دیکھا ہے۔ مثال کے طور پر میرے خیال میں اسلامی درس گاہوں کی وہ پرشکوہ دیواریں جو سمرقند کے مشہور و معروف ریگستان میں گذشتہ شوکت و سطوت کے نظارے پیش کر رہی ہیں ان سے زیادہ مؤثر اور جاذب نظر شائد اور کوئی عمارت نہ ہو۔ اور یہ صرف سمرقند پر ہی موقوف نہیں۔ بلکہ غرناطہ۔ استنبول بغداد اور ایران اور وسط ایشیا کے بیشتر شہروں میں مسلمانوں کے فہم و ادراک کے ناقابلِ محو اور غیر فانی آثار منقوش ہیں۔

مسلمان اور ہندوستان کی آئندہ حکومت

یہ امر ہرگز قابلِ تعجب نہ ہوگا۔ اگر مسلمان جو اپنے تمدن کی وسعت و عظمت پر جائز طور پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اپنے علوم اپنے ادب اور اپنے فنون کی روایات کو نہائت سختی سے قائم رکھنا چاہیں۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ یہ وابستگی گو اپنی ذات میں کتنی ہی قابلِ تحسین کیوں نہ ہو۔ بعض اوقات اس عالم تغیر و تبدیل میں مسلمانوں کے لئے دنیاوی نقطۂ نگاہ سے نقصان رساں ثابت ہؤا ہے۔ اور اس کی بہت سی مثالیں میرے اپنے نوٹس میں بھی آئی ہیں۔ چنانچہ بیس سال ہوئے جبکہ میں بنگال میں تھا مجھے بتایا گیا۔ کہ اگرچہ مسلمانوں کی تعداد صوبہ کی نصف آبادی سے زیادہ تھی۔ لیکن یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرنے والوں میں ان کا تناسب دس فی صدی بھی نہ تھا۔ تاہم گذشتہ بیس سال کے دوران میں اس کمی کو بہت حد تک پورا کر لیا گیا ہے۔ اور آج جبکہ ہندوستان کی تاریخی سرزمین پر آئینی حکومت کے ایک بہت بڑے تجربہ کا آغاز کیا جانے والا ہے مسلمانوں کے لئے اس بات کا موقعہ بہم پہونچایا جا رہا ہے۔ کہ وہ اس بہت بڑے ملک کی آئندہ حکومت میں اپنے گذشتہ کارناموں کے شایانِ شان حصہ لیں

دنیائے اسلام اور اہل برطانیہ

وہ رشتۂ اتحاد جو دنیائے اسلام کو اہلِ برطانیہ سے وابستہ کر رہا ہے۔ صرف اسی بات میں موجود نہیں کہ ہندوستان کے سات یا آٹھ کروڑ مسلمان حکومت برطانیہ کے زیرِ سایہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بلکہ اور لحاظ سے بھی پایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ آج ہم عیدالاضحٰے کی تقریب مناتے ہوئے حضرت ابراہیم کی زندگی کے اس واقعہ کی یاد کو تازہ کر رہے ہیں۔ جو قرآن کریم میں مذکور ہے۔ اور جس سے یہ سبق ملتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم نے کس طرح اپنی مرضی کو قطعی طور پر خدا تعالےٰ کی رضا پر قربان کر دیا یہی واقعہ تھوڑے سے تغیر کے ساتھ تورات میں بھی مذکور ہے۔ جہاں قرآن کریم میں قربان ہونے والا بیٹا اسمٰعیل قرار دیا گیا ہے۔ وہاں بائیبل میں اسحاق بتایا گیا ہے۔ تاہم اس میں جو سبق دیا گیا ہے۔ اس کی بنیادی صداقت ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان کو کامل نیازمندی کے ساتھ واحد و یگانہ خدا کے سامنے جھک جانا چاہیئے۔

علاوہ ازیں معاشرتی اور سیاسی نظام کے معاملہ میں ہمارے اور دنیائے اسلام کے درمیان بہت کچھ مابہ الاشتراک ہے۔ کیونکہ ان دونوں کی بنیادیں جمہوریت پر قائم ہیں۔ پس یہ بات ہرگز قابلِ تعجب نہیں ہے۔ کہ ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان بہت سے تعلقات اور روابط قائم ہیں۔ اور اس میں بھی کوئی تعجب نہیں ہے۔ کہ ہم اس بات پر خوش ہیں۔ کہ ہم مسلمان اقوام کے ساتھ مل کر آگے بڑھ رہے ہیں۔ اسی طرح یہ امر بھی ہرگز قابلِ تعجب نہیں ہوگا کہ یہ بات ہمارے لئے رنج اور افسوس کا موجب ہوتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بعض خارجی سیاسی امور میں ہمارے درمیان اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔

اسلامی ممالک سے تعلقات مودت

یہ امر موجب مسرت ہے کہ ہمارے اور اسلامی ممالک کے درمیان بہت کم اختلافات واقع ہوتے ہیں۔ اور یقیناً وہ خوشگوار تعلقات جو ہمارے اور ترکی کے درمیان عرصہ سے قائم ہیں۔ (گو جنگ عظیم کے دوران میں ایک محدود وقت کے لئے خراب ہو گئے تھے) اپنی ذات میں ہمارے اور اسلامی ممالک کے تعلقات مودت کا ایک بین ثبوت ہیں۔ بے شک گذشتہ چند ماہ میں برطانیہ اور مسلمانوں کے باہم تعلقات میں کسی قدر کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ جس کا سبب یہ تھا۔ کہ برطانیہ پر جمعیۃ اقوام کی طرف سے انتداب فلسطین کے نظم و نسق کی ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ لیکن اس سلسلہ میں جو مشکلات رونما ہوئیں ان کا باعث ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان مذہبی یا نسلی اختلافات نہ تھے بلکہ ان کا سبب وہ طبعی اور حقیقی خدشہ تھا جو اعراب فلسطین کے دلوں میں اس وجہ سے پیدا ہو رہا ہے۔ کہ یہودی ہر سال ایک بڑھتی ہوئی تعداد میں فلسطین میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور اس سے انکا سیاسی مستقبل خطرہ میں پڑ رہا ہے

378
Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہرحال ہمیں امید رکھنی چاہیئے۔ کہ رائل کمیشن کی تحقیقات کے نتیجہ میں ان اقتصادی مشکلات کے ازالہ کے لئے بعض تجاویز سوچی جائیں گی۔ بایں ہمہ یہ امر خوشی کا موجب ہے۔ کہ اس قضیہ نے ان اچھے تعلقات پر جو اس وقت ہمارے اور ہمسایہ اسلامی ممالک۔ عراق سعودیہ عربیہ۔ اور مصر کے درمیان استوار ہیں۔ کوئی ناخوشگوار اثر نہیں ڈالا۔ یہ بات بھی ہمارے لئے اطمینان کا موجب ہے۔ کہ حال ہی میں ہمارے اور مصر کے درمیان ایک معاہدہ کے نتیجہ میں یہ اسلامی ملک مکمل آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ اور بہت جلد جمعیۃ اقوام کے ایک معزز رکن کی حیثیت میں ہم اس کا خیر مقدم کریں گے؂

لارڈ ہیلی کی شخصیت

معزز حضرات! اب مجھے صرف لارڈ ہیلی سے تقریر کی درخواست کرنا ہے اور اس ضمن میں مَیں بلا تأمل کہہ سکتا ہوں۔ کہ آج آپ کے درمیان تقریر کرنے کے لئے آپ کی نظر انتخاب لارڈ ہیلی سے زیادہ موزوں اور کسی شخصیت پر نہ پڑ سکتی تھی۔ پنجاب۔ دہلی۔ یو۔ پی۔ اور ہندوستان کے دوسرے حصوں کے مسلمانوں سے ان کے گہرے تعلقات نے انہیں تمام مسلمانانِ ہند کے نزدیک محبوب بنا دیا ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ آپ نہایت خوشی سے ان کی تقریر سنیں گے۔ اب میں اُن سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ تقریر شروع کریں؂

آنریبل لارڈ میلکم ہیلی کی تقریر

حضرات! آج میرے جذبات مائی لارڈ! آپ کے جذبات کی طرح پُرمسرت تاثرات کی یاد سے لبریز ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہندوستان کے مسلمان دوستوں کے ساتھ میرے تعلقات کی یاد میرے سب گزشتہ تعلقات کی یاد سے زیادہ مسرت انگیز ہے۔ زمانہ گزرتا جا رہا ہے۔ اور زمانہ کے بُعد نے ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے۔ لیکن وہ تاثرات اسی طرح قائم ہیں۔ اور ہر انسان نہایت خوشی سے ہر اس چیز کا جو ان مناظر کی یاد کو تازہ کرنے میں ممد ہوتی ہے۔ خیر مقدم کرتا ہے آج جبکہ میں یہاں کھڑا ہوں۔ میں اپنے آپ کو ایک ایسے ہی ماحول میں محسوس کرتا ہوں؂

مسلمان دوستوں کی خوشی اور رنج میں شرکت

بہت سے ایام ایسے گزرے ہیں۔ جبکہ میں اپنے مسلمان دوستوں کے ساتھ ان کی خوشی اور رنج میں جو ان کی تقاریب عظیمہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتے تھے۔ اور جو ان کی زندگیوں کا نہایت اہم پہلو ہیں۔ شریک ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ دہلی کی عظیم الشان شاہی مسجد میں اور ایک بار لکھنؤ میں محرم کی تقریب پر مجھے اُن کے جذبات میں شریک ہونے کا موقعہ ملا۔ ایک موقعہ پر جو شاید بالکل یگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ مجھے یاد ہے۔ وبائے طاعون کے خاتمہ کی خوشی کی یادگار منانے کے لئے جہلم کی نو آبادی میں ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کا غیر معمولی اعزاز میری بیوی کو دیا گیا تھا۔ لیکن یہ ایام بعض اوقات پنجاب کے کسی پُرسکون گاؤں میں بسر ہوتے تھے جہاں دیہاتیوں کی طرف سے ہمیں اسی مسرت کے ساتھ عید کی مبارکباد پیش کی جاتی۔ جس مسرت سے وہ کرسمس کے موقعہ پر مبارکباد پیش کرنے کے لئے تیار ہوتے تھے۔

ظاہر ہے۔ کہ جب اس قسم کے عمیق جذبات ہیجان میں آتے ہیں۔ تو پھر نسلی۔ اعتقادی اور مذہبی اختلافات جو محض اضطراری حیثیت رکھتے ہیں۔ دور ہو کے گئے ہیں۔ اور پھر وہ ہمیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتے؂

جماعت احمدیہ کی غیر معمولی ترقی کا ذکر

آج وہ تاثرات میرے دل میں اور بھی زیادہ شدت کے ساتھ جذبات و احساسات پیدا کر رہے ہیں۔ شاید اس لئے کہ میں احمدیوں کی مسجد میں کھڑا ہوں۔ اور جب میں یہاں آیا۔ تو پنجاب میں جماعت احمدیہ کی ابتدائی تاریخ کے تمام واقعات میرے ذہن میں مستحضر ہو گئے۔ اور میں اس تمام ابتدائی مخالفت اور ان تمام منازل سے جن کو طے کر کے جماعت احمدیہ نے دنیا میں موجودہ پوزیشن حاصل کی ہے۔ پوری طرح واقف ہوں۔ احمدیوں کی موجودہ پوزیشن کے متعلق مجھے یہی کہنا ہے۔ کہ ان کی ترقی نہایت واضح ہے۔ اور ان کے نمائندے دنیا کے طول و عرض میں پائے جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آج سے قبل آخری مرتبہ احمدیوں کی جس مسجد کو دیکھنے کا مجھے موقعہ ملا۔ وہ شمالی نائیجیریا کی قدیم اسلامی امارت عظمےٰ میں تھی۔

جماعت احمدیہ کی مشکلات

یہ امر کہ جماعت احمدیہ نے تحریکِ احمدیت کے اعتقادی پہلوؤں کی نسبت اس کے تمدنی پہلو پر زیادہ زور دیا ہے۔ اس کے لئے ایک بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اسلام کی موجودہ نئی رُوح کے پیدا کرنے میں اس کا نمایاں حصہ ہے۔ یہ بات کہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مذہبی میدان میں آپ لوگوں کے اختلافات پیدا ہوتے رہے ہیں۔ ایک طبعی امر ہے علاوہ ازیں ایسے مواقع بھی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جبکہ آپ کو حکومت ہند کے ساتھ بعض دُنیاوی معاملات میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ گو وہ کوئی بہت بڑی مشکلات نہ تھیں۔ تاہم مشکلات ضرور تھیں لیکن ان کے متعلق صرف یہی کہنا کافی ہوگا۔ کہ وہ خالصتہً خانگی مشکلات تھیں۔ دُنیا کے دُوسرے حصوں میں آپ کے مبلغین کے ساتھ خواہ کسی قسم کا سلوک روا رکھا گیا ہو۔ لیکن ہندوستان کو آپ نے حقیقی طور پر دارالامن پایا ہے؂

حضرت امام جماعت احمدیہ کو مبارکباد

میرا خیال ہے ۱۹۲۴ء تھا جبکہ میں نے اپنے پیشرؤوں کی مثال کی تقلید کرتے ہُوئے مناسب سمجھا۔ کہ آپ کی جماعت کے امام کو اس بات کے لئے مبارکباد دوں۔ کہ انہوں نے ان لوگوں کے ساتھ شریک ہونا مناسب نہ سمجھا۔ جو ہندوستان کی ترقی کے حصول کے لئے ہنگامہ خیزی اور قوت کی نمائش کے حامی تھے میں یہاں بھی اس مبارکباد کو دُہراتا ہوں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ آپ میں سے وہ دوست جو انگریزی روایات اور انگریزی طرزِ زندگی سے واقف ہیں۔ میرے مطلب کو اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔ جبکہ میں یہ کہوں۔ کہ جو قدر و منزلت اور حمایت کسی مذہبی تحریک یا مذہبی جماعت کو حکومت کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ اس حد تک ہوتی ہے جس حد تک وہ مذہبی جماعت اپنے آپکو خالصتہً مذہبی اور تمدنی مشن کے دائرہ تک محدود رکھتی اور سیاسی و دنیوی امُور سے علیحدہ رہتی ہے۔ تحریکِ احمدیت کے متعلق اپنے تجربے کے اظہار کو میں اسی حد تک محدود رکھتا ہوں۔ کیونکہ میں محسوس کرتا ہُوں۔ کہ آپ بھی جو اس تحریک کے ماننے والے ہیں۔ اپنے آپ کو دُنیا میں مسلمانوں کا ہی ایک حصہ سمجھتے ہیں؂

اسلامی دُنیا کا اتحاد

لارڈ زٹلینڈ نے آپ کو بتلایا ہے۔ کہ عید الاضحیٰ کی تقریب پر اکناف و اطراف عالم سے مسلمان مکہ میں جمع ہوتے ہیں۔ تاکہ اس دُعا میں شامل ہوں۔ جو فریضۂ حج کے خاتمہ پر کی جاتی ہے اور جس سے اس مقدس فریضہ کی تکمیل ہوتی ہے۔ جو اپنی ذات میں وحدتِ اسلام کا ایک کامل نشان ہے۔ وہ دُعا جو مکہ میں کی جاتی ہے۔ تمام دُنیائے اسلام میں ہزاروں مسجدوں اور لاکھوں گھروں میں دُہرائی جاتی ہے۔ اور فاصلے۔ عقیدے اور نظریئے کے تمام اختلافات کے باوجود اسلامی دُنیا اس دن اسی فدائیت میں جو ان کو اسلام سے ہے۔ متحد نظر آتی ہے؂

اسلامی اتحاد قومی امتیازات سے بالاتر ہے

اب ہم مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں سے پوچھ سکتے ہیں۔ کہ اسلام کے متعلق اس جامع فدائیت اور اپنے مذہب کے متعلق اس عالمگیر جذبہ کی جو مسلمانوں کے دلوں میں موجود ہے۔ دُنیا کی موجودہ عالمگیر تحریکات میں کتنی بڑی قوت ہے۔ آج سے چند سال پہلے یورپ کے تمام مصالح جو کہ مادی۔ اور تمدنی ترقی کی خواہش کے مظہر تھے۔ جذباتِ قومیت پر مرتکز معلوم ہوتے تھے۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ آج ہم میں قومی جذبات مفقود ہیں۔ لیکن اس کے برعکس وہ قومی تحریکات۔ جو جنگ عظیم کے بعد نئی قوموں کے پیدا ہونے کی وجہ سے شدت اختیار کر گئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جن کی سختی میں لڑائی کے بعد پیدا ہونے والے اقتصادی حالات نے اور بھی اضافہ کر دیا۔ آج ہمارے تمام بین الاقوامی تعلقات پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔ لیکن ان تمام تحریکات پر ایک اور نئی قوت کا اضافہ ہو گیا ہے۔ اور اب دنیا بعض نظریات کے گرد مختلف حصوں میں منقسم ہوتی نظر آتی ہے۔ اور اپنی عداوتوں میں ازمنہ وسطیٰ کے مذہبی نظریوں کی روح کو تازہ کر رہی ہے۔ ان حالات کے پیش نظر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ نظریات کی اس نئی دنیا میں اسلام کو کیا پوزیشن حاصل ہے یہ ایک بہت وسیع سوال ہے۔ اس قدر وسیع کہ میں اسکے متعلق صرف چند موٹی باتوں کو ہی چھو سکتا ہوں۔ سب سے پہلے میں اس بات کو لیتا ہوں۔ جس کے متعلق میرے خیال میں سب میں اشتراک پایا جاتا ہے اسلام کے مختلف فرقوں کو اسلام کی حیاتِ اجتماعی میں کبھی کوئی نمایاں پوزیشن حاصل نہیں ہوئی۔ اور عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے برعکس اسلامی فرقے نہ تو قومی مفاد کے اصول کو اپنی کوششوں کا نقطۂ مرکزی قرار دیتے ہیں۔ اور نہ وہ ملکی حدود کے اندر محدود ہیں۔ اسلام کا جذبۂ مشترک تمام حدود اور تمام قومی امتیازات سے بالاتر اور اعتقاد و نظریہ کے تمام اختلافات سے ارفع تر ہے۔

قدیم اسلامی نظریہ اور مسلمان

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اسلام میں یہ جذبۂ مشترک موجود ہے۔ لیکن میرے خیال میں موجودہ مسلمان کسی مشترک سیاسی نقطۂ نگاہ یا میدان سیاست و قانون میں کسی ایک خیال کی ترجمانی نہیں کرتے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ گذشتہ چند سالوں میں قرآنی تعلیم اور روایات پر مبنی قدیم اسلامی نظریہ جو ایک مذہبی قانونی اور انتظامی نظام حکومت کے متعلق تھا ٹوٹ گیا ہے۔ اور زمانہ قدیم کی روحانی حکومتوں میں سے اب شاذ و نادر ہی کوئی باقی رہ گئی ہو

اسلام کے جارحانہ پہلو کے متعلق اظہار خیالات

اب میں تیسری بات کو لیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اب اسلام کی پوزیشن مدافعانہ نہیں رہی۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے میں اپنے الفاظ کو معین کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ایک وقت تھا۔ جبکہ راسخ العقیدہ مسلمان نہ صرف مذہبی بلکہ معاشرتی میدان میں مغربی یا خیالات جدیدہ کی یورش کو اور ان تمام امور کو جو سائنٹیفک خیالات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ سختی سے ناپسند کرتے تھے۔ اور حقیقت میں ہر وہ چیز جو اسلام کے قائم کردہ متحدہ محاذ کو توڑنے والی متصور ہوتی تھی۔ ان کے نزدیک قابل نفرین سمجھی جاتی تھی۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے اکابر اسلام نے سمجھا ہے۔ کہ ان تحریکات کا ہر طرف سے مقابلہ کرنے کی بجائے وہ موافقت و مطابقت اور اصلاح و ترتیب سے انہیں اپنا سکتے ہیں۔ چنانچہ اب ہر جگہ اسلام کا موجودہ رجحان یہی معلوم ہوتا ہے۔ اب اگر حقیقت یہ ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ اور ہم میں سے بہت سے لوگ سمجھتے ہونگے۔ کہ مقاصد اسلامی کو اس سے بہت بڑا فائدہ پہونچ رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا ہے۔ کہ اب یہ اس استحکام کا حامل نہیں رہا۔ جو تمام مذہبی و معاشرتی نظامات کو جبکہ وہ اثرات خارجی کے حملہ کے خلاف ایک اساس مشترک اور ایک متحدہ محاذ پیش کرنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں حاصل ہوتا ہے۔ گویا وہ استحکام ایک حد تک ضائع ہو چکا ہے۔

ان ابتدائی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ حال اور مستقبل کی تحریکات میں اسلام کو کیا پوزیشن حاصل ہے۔ اولاً میرے خیال میں زمانہ مستقبل میں یہ بات یقینی طور پر ہمارے ملاحظہ میں آئے گی۔ کہ مسلمان ان تمام سرگرمیوں میں خواہ وہ مادی ہوں ذہنی ہوں یا فنی۔ اور ان سرگرمیوں میں جو زمانہ حاضرہ کی ایک قوم کی زندگی کے لئے ضروری ہیں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں گے۔ اور اس جذبہ کی طرف ان کا میلان کمتر ہوتا جا رہا ہے۔ کہ اپنے آپکو ان لوگوں سے جن کے درمیان وہ زندگی بسر کر رہے ہیں ایک علیحدہ قوم خیال کریں ؛

میرے خیال میں دوسری بات جو ہمارے مشاہدہ میں آئے گی یہ ہوگی۔ کہ اسلامی اطوار اور ان معاشرتی رسوم وعادات میں جو دوسرے مقامات پر مروج ہیں۔ ایک روز افزوں مطابقت پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اور ممکن ہے یہ رجحان زیادہ سرعت کے ساتھ ترقی پائے۔ کیونکہ اسلام میں کسی بھی ایک مشرقی مذہب کے خواص نہیں پائے گئے۔ یہ ابتدا میں ہی یونانی اثرات کے ماتحت آ گیا۔ اور گذشتہ چند سالوں سے اس نے اپنے اندر ان اثرات کو زیادہ سے زیادہ جذب کرنے کی اہلیت ظاہر کی ہے۔ جو یورپ میں پیدا ہوئے ہیں

مسلمانوں کی تعداد

مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے ہمارے پاس کوئی یقینی اساس نہیں۔ لیکن ۱۹۲۰ء میں ان کی تعداد ۲۲ کروڑ ۵۷ لاکھ شمار کی گئی تھی۔ اور ۱۹۳۲ء میں چوبیس کروڑ ظاہر ہے کہ ان کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ اور ایک معتد بہ اضافہ ہوا۔ لیکن وہ ماخذ جن کی بنا پر یہ اندازہ لگایا گیا ہے اس قدر غیر یقینی ہے۔ کہ اس وقت ہمارے لئے یہ کہنا غیر ممکن ہے۔ کہ ہم گذشتہ شمارہ کی بنا پر دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ترقی کی تیز رفتاری کا تصور کر سکتے ہیں یا نہیں۔ تاہم مجھے اس امر سے اتفاق ہے۔ کہ ان کی تعداد بسرعت ترقی کرے یا نہ کرے۔ ایک مذہب کے چوبیس کروڑ افراد دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کی تعداد میں ایک بہت بڑی حیثیت رکھتے ہیں ؛

اسلام میں ایک زبردست قوت ہے

اگر یہ تبدیلیاں معرض عمل میں آئیں اور گو یہ محض ایک اندازہ ہے۔ اور ایسا اندازہ جو ایسے وقت میں کیا گیا ہے جبکہ دنیا کے حالات بسرعت بدل رہے ہیں۔ اگر اس اندازہ کی کچھ بھی حقیقت ہے۔ تو اسلام ہمیشہ ایک زبردست قوت رہے گا۔ جیسا وہ اس وقت ہے۔ اور دنیا کی ترقی میں اس کا حصہ اتنا ہی نمایاں ہوگا جتنا گذشتہ زمانوں میں نمایاں رہا ہے

اسلام کی ایک بہت بڑی خصوصیت

یہ ایک یقینی بات ہے۔ کہ گو اسلام ان معنوں میں جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے قومیت پسندی کی طرف مائل ہو جائے اور اپنے آپکو زیادہ سے زیادہ قومی اجزا سے وابستہ کرے۔ لیکن پھر بھی ان تمام قوموں میں جہاں جہاں اسلام کا غلبہ ہوگا ایک زبردست عالمگیر جذبۂ محبت و ہمدردی قائم رہے گا۔ مگر یہ جذبہ سیاسی دائرہ میں اس قدر محسوس نہیں کیا جائے گا جسقدر مذہبی اور تمدنی دائرہ میں۔ اسلام کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ اس میں اپنے متبعین میں فدائیت اور کامل وفاداری کا جذبہ پیدا کرنے کی بے نظیر قوت موجود ہے۔ دنیا میں شاید اور کوئی مذہب ایسا نہ ہوگا۔ جو اپنے پیراؤں سے قربانی اور ایثار کا اس سے زیادہ مطالبہ کرتا ہو۔ اور یقیناً دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں ہے۔ جس کے ماننے والے مسلمانوں سے زیادہ اپنے مذہب کے فرمانبردار اور فداکار ہوں۔

اسلام کا ایک بڑا کارنامہ

ظاہر ہے کہ اس دنیا میں جو روز افزوں شکوک و شبہات کی آماجگاہ بن رہی ہے اور جس میں مذہب کے ماننے والوں کا جذبۂ وفاداری و اطاعت گزاری بسرعت کم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ایسے دوبارہ درس اطاعت و وفا دینا اسلام کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔

علاوہ ازیں ایک بات اور بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ ممکن ہے اسلام اطاعت اور وفا کے اس عظیم الشان وصف سے اس فاسد و مہلک فلسفہ کا علاج کر سکے جسکا مذہب صرف سٹیٹ پالٹکس و ریاست ملکی ہے اور جس کے اخلاق کا ماخذ وہ اجتماعی فکر ہے۔ جو اس کے ارباب حل کی طرف سے عوام کے اندر ٹھونسا جا رہا ہے۔ اور جسے ہر قسم کے متشددانہ قواعد کے ذریعہ سے نافذ کیا جا رہا ہے۔ یہ مذموم و مہلک فلسفہ اس وقت دنیا کی بعض طاقتوں میں بسرعت ترقی کر رہا ہے۔ اگر اسلام ان تمام طاقتوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک نواب دین صاحب مرحوم کا "غیر مبایعین" سے ایک مناظرہ

جموں کی جماعت ایک پرانی جماعت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ ایک عرصہ تک وہاں رہے کئی ایک اصحاب کو ان سے اخلاص اور محبت تھی۔ اس لئے جب انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی اختیار کی تو حضرت مولوی صاحب کے اخلاق کے گرویدہ اکثر احباب نے ان کی وساطت سے اور بعض نے براہِ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہونا سعادت سمجھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول کے زمانہ میں خواجہ جمال الدین صاحب (برادر اکبر خواجہ کمال الدین صاحب) جموں کے صوبہ میں چیف انسپکٹر آف سکولز مقرر ہوئے۔ تو ان کے زیر اثر لوگ بھی بعد میں ان کے ہم عقیدہ ہو گئے۔ اور جب اختلاف ہوا تو ان لوگوں نے خواجہ صاحب کا ساتھ دیا۔ اختلاف سے پہلے اس وقت کے موجودہ احباب کے چندہ سے ایک مسجد احمدیہ تعمیر کی گئی تھی۔ جب خلافتِ ثانیہ کا ظہور ہوا۔ تو منکرینِ خلافت اور وابستگان خلافت ہر دو جماعتیں اسی مسجد میں نماز ادا کرتی رہیں۔ لیکن منکرین خلافت ہر وقت اس فکر میں رہتے کہ کسی طرح جماعت احمدیہ کے احباب کو تنگ کر کے اس امر پر مجبور کیا جائے۔ کہ وہ مسجد چھوڑ دیں۔ اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے غیر مبایعین کئی قسم کی چالیں چلتے رہے۔

سنہ ۱۹۲۳ء یا سنہ ۱۹۲۴ء میں مسجد احمدیہ پر قبضہ کرنے کی خاطر انہوں نے مقامی غیر احمدیوں کی ہمدردی حاصل کرنے کی خاص طور پر کوشش کی۔ اور نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق اپنا نظریہ ان کے سامنے پیش کرتے رہے۔ اور اس سلسلہ میں مسجد احمدیہ میں پبلک لیکچر بھی دئے۔ جس سے غرض یہ تھی کہ جماعت احمدیہ کو بدنام کر کے عام ہمدردی حاصل کر سکیں۔ اور لوگوں کو یہ بتلائیں کہ جماعت احمدیہ غیر احمدیوں کو کافر کہتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مستقل نبی قرار دیتی ہے۔ تاکہ وہ لوگ جو اس مسئلہ کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ مشتعل ہو کر احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کریں۔ یا کم از کم جب غیر مبایعین مسجد احمدیہ میں کوئی ہنگامہ برپا کرنا چاہیں۔ تو انہیں غیر احمدیوں کی پوری پوری مدد حاصل ہو۔ انہی دنوں یا اس سے کچھ عرصہ پیشتر مولوی عبد الحق صاحب ودھیارتھی مبلغ غیر مبایعین پنڈت دھرم بھکشو آریہ مبلغ کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے بلائے گئے تھے۔ اور پبلک پر مولوی صاحب کی سنسکرت دانی کا اچھا اثر پڑ چکا تھا۔ غیر احمدیوں کی ہمدردی حاصل کرنے کی خاطر اسی مناظرہ میں مولوی عبد الحق صاحب نے پنڈت دھرم بھکشو صاحب کے اس سوال کو کہ قل الروح من امر ربی سے حضرت خلیفۃ المسیح اول نے مراد قرآن کریم لیا ہے۔ اس لئے اس آیت سے "روح" کا مخلوق ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ مولوی عبد الحق صاحب نے یہ کہکر ٹال دیا۔ کہ اس وقت آپ (پنڈت صاحب) عام مسلمانوں سے مناظرہ کر رہے ہیں۔ اس سے غیر احمدی تو خوش ہو گئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی تفسیر شاید ایسی ہی ناقص ہو۔ کہ اس پر دشمن کو اعتراض کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے یہ چال عمداً چلی۔ تاکہ غیر احمدی یہ سمجھیں۔ کہ ان کے نزدیک حضرت خلیفۃ المسیح اول یا دیگر بزرگوں کا ارشاد واجب التعمیل نہیں۔

اس مناظرہ کے بعد ان لوگوں نے غیر احمدیوں کو ساتھ ملا کر جماعت احمدیہ کے عقائد پر مسلسل حملہ شروع کر دیا۔ قادیان کے علماء اس وقت کسی اور طرف مشغول تھے۔ مقامی احباب میں سے کسی کو پبلک میں تقریر کرنے کی مشق نہ تھی۔ جماعت کے افراد بہت گھبرائے۔ اور مبلغ کی فکر میں اِدھر اُدھر پھرتے رہے۔ خوش قسمتی سے ایک شخص سیالکوٹ کی جماعت احمدیہ کے امیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے مدد چاہی۔ انہوں نے معذوری کا اظہار کیا۔ لیکن چونکہ جماعت کی عزت کا سوال تھا۔ اس لئے پھر غور کر کے ایک آنریری مبلغ ملک نواب دین صاحب بی۔ اے بی ٹی (مرحوم) سے درخواست کی کہ وہ ایک روز کے لئے جموں تشریف لے جائیں۔ ملک صاحب مرحوم ان دنوں سیالکوٹ میں ہماری جماعت کے محکمۂ تجارت کے افسر مقرر تھے۔ اور ولائت سے کاروبار کرتے تھے۔ ان کا یہاں تشریف لانا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی منظوری کے بغیر محال تھا۔ کیونکہ وہ براہِ راست حضور کے ماتحت تھے۔ آخر اس انتظام کے بعد کہ ملک صاحب کا کام اس روز کے لئے جناب میر عبد السلام صاحب بی اے سرانجام دیں۔ ملک صاحب مرحوم جموں تشریف لے آئے۔ ملک صاحب کو جماعت کے صرف چند احباب جانتے تھے۔ اور وہ بھی صرف ان کی اس شہرت کے باعث جو انہیں بحیثیت ایک ریاضی دان کے حاصل تھی۔ بحیثیت لیکچرار اور مناظر غالباً ہم میں سے کوئی بھی ان سے واقف نہ تھا۔ اور ہم ڈرتے تھے۔ کہ مبایعین کے چوٹی کے مبلغوں کے مقابلہ میں شائد ملک صاحب عقائد احمدیہ کو اس شان سے پیش نہ کر سکیں۔ جس کا ایسی سخت مخالفت اور مخالف فضا میں پیش ہونا جماعت احمدیہ کے وقار کیلئے نہایت ضروری تھا۔ لیکن جب شام کو مناظرہ کا وقت آیا۔ اور مسجد احمدیہ کا صحن اور چھت احمدی اور غیر احمدی پبلک سے بھرپور ہو گیا۔ تو خدا تعالےٰ کے فضل سے اس آنریری مبلغ نے ایسی موثر تقریر کی۔ اور ایسے عام فہم انداز میں مناظرہ کیا۔ کہ وہی غیر احمدی جو پہلے ہمارے مخالف تھے اور ہمارے متعلق یہ یقین رکھتے تھے کہ گویا (نعوذ باللہ) ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس امر کے قائل ہو گئے۔ کہ حضور کی تحریر پر عقیدہ رکھنا ہم موجب ازدیادِ ایمان سمجھتے ہیں۔ اور وہ علی الاعلان کہنے لگے کہ آپ کے متعلق ہمیں غلط فہمی رہی ہے۔

ملک صاحب مرحوم نے اس مناظرہ میں جو دلائل دئے اگرچہ وہ اور ان کی طرزِ ادا میرے دل میں نقش ہے۔ لیکن ایک دلیل جس کو ملک صاحب مرحوم نے پیش کیا اور جس کی وجہ سے مجھے ان سے خاص عقیدت ہوئی۔ اس کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

379

ملک صاحب مرحوم نے غیر احمدیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ آپ کے لئے مبائع اور غیر مبائع برابر ہیں۔ کیونکہ آپ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کو نہیں مانتے۔ اور آپ کے نزدیک (نعوذ باللہ) وہ کافر ہیں۔ آپ پر ان کا کلام حجت نہیں۔ مگر یہ لوگ ان کو مطاع اور امام مانتے ہیں۔ اس لئے آپ کے نزدیک ہم اور یہ لوگ (غیر مبائع) برابر ہیں۔ آپ کو ان میں سے عقائد کے لحاظ سے کسی سے ہمدردی نہیں ہونی چاہئیے۔ آپ کا کام صرف اس بارہ میں انصاف کرنا ہے۔ کہ دونوں فریقوں میں سے کس کا عقیدہ حضرت مرزا صاحب کے فرمان اور عقیدہ کے مطابق ہے۔ آپ کے نزدیک نبوت کا دعوےٰ کرنے والا کافر ہے۔ لیکن ہم نے اور ان لوگوں نے ایک ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ جس کی محبت اور غلامی کا ہر دو کو دعوےٰ ہے۔ آپ نے صرف یہ دیکھنا ہے کہ اس دعوے میں آیا دونو فریق سچے ہیں یا ایک۔ یہ لوگ کہتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ہمارا بھی یہی ایمان ہے اب آپ حضرت مرزا صاحب کے کلام کے مطابق اس معاملہ میں فیصلہ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی سے چاہے آپ کو اختلاف ہو۔ اس وقت آپ کا کام صرف یہ بتلانا ہے۔ کہ ان تحریروں کی رُو سے جو حضرت مرزا صاحب کی ہیں چاہے ہم پیش کریں یا یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کا دعوےٰ کیا یا نہیں۔

اسکے بعد جب ملک صاحب مرحوم نے نبوت کے متعلق بعض حوالجات پڑھے تو غیر احمدیوں کو شبہ پیدا ہوا کہ حضور علیہ السلام کے کلام میں تناقض ہے جو ایک نبی کی شان کے شایاں نہیں

اس کا جو جواب ملک صاحب مرحوم نے دیا وہ نہایت شاندار تھا۔ کہنے لگے گورنمنٹ کے ایک محکمہ مثلاً ریلوے کی طرف سے ایک کرایہ مقرر ہوتا ہے جموں سے سیالکوٹ ۸ مقرر ہے۔ آپ لوگ سٹیشن پر جا کر یہی کرایہ ادا کرتے ہیں۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ریلوے کا محکمہ کرایہ بجائے ۸ کے ۱۰ کر دیتا ہے۔ اب جو شخص سٹیشن پر جا کر بجائے ۱۰ کے ۸ ادا کرنے پر اصرار کرے ریلوے کے ملازم اسے یہی کہیں گے۔ کہ بھائی پہلے ۸ کرایہ تھا۔ اب ۱۰ ہے۔ اور جب دوسرا کرایہ مقرر ہو چکا۔ تو پہلا منسوخ ہو گیا۔ اب وہی کرایہ وصول کیا جائے گا جو رائج الوقت ہے اور ۸ ادا کرنے پر جتنا وہ شخص اصرار کرے گا۔ اتنا ہی غلطی خوردہ ہوگا۔ یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ دربارہ نبوت میں ہے۔ پہلا عقیدہ یہی تھا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ لیکن بعد کی وحی نے جو بارش کی طرح نازل ہوئی اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور پہلے عقیدہ کی تشریح اور تنسیخ ایک اعلان عام کے ذریعہ یعنی ایک غلطی کا ازالہ" نامی ٹریکٹ میں اسی طرح فرما دی جس طرح گورنمنٹ ایک پبلک نوٹس کے ذریعہ اپنے پہلے اعلان کو منسوخ کر دے اور آئندہ ایک نیا پیمانہ جاری کر دے۔ اب غیر مبائع اس اعلان سے پہلے کا کرایہ سُنا سُنا کر آپ لوگوں کی ہمدردی حاصل کر رہے ہیں۔ اس عام فہم دلیل کے بعد غیر مبائعین کی تقریروں کا پبلک پر مطلقاً اثر نہ ہوا۔ اور نہ ہو سکتا تھا۔ خدا تعالےٰ ماسٹر صاحب مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے

(محمد ابراہیم۔ بی۔ اے)

مولوی محمد علی صاحب مناظرہ سے گریز کر رہے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے مضامین کا مطالعہ کرنے والے حضرات جانتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب فیصلہ کن مناظرہ سے راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔ پہلی تحریروں کے باوجود کبھی ثالثوں کی آڑ لی جاتی ہے کبھی کفر و اسلام کو بچنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ ہم ایک گزشتہ مضمون میں لکھ چکے ہیں۔ کہ کفر و اسلام کے متعلق بحث کرنیکا حق صرف غیر احمدیوں کو ہے۔ اہل پیغام اس کا بار بار ذکر کر کے محض اپنی کمزوری کو چھپانا چاہتے ہیں۔ یہ حقیقت نہایت واضح ہے چنانچہ ہمیں مولوی حافظ گوہر دین صاحب مبلغ اہلحدیث کی حسب ذیل چٹھی حال میں موصول ہوئی ہے جب سے اخبار الفضل اور پیغام صلح میں قادیانی اور لاہوری احمدیوں کے فیصلہ کن مناظرہ کرنیکا سلسلہ جاری ہوا ہے۔ اسوقت سے ہم نے فریقین کے شائع شدہ بیانات کا مطالعہ کیا۔ آخر ہم اس نتیجہ پر پہونچے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری اس مناظرہ سے گریز کر رہے ہیں۔ کیونکہ مولوی صاحب نے اپنی سابقہ تحریروں میں صاف لکھا ہے۔ کہ ہمارے درمیان جو اختلاف مسائل ہے۔ اسکی اصل جڑ مسئلہ نبوت ہے۔ اسلئے ہم مولوی صاحب سے انکی اپنی تحریروں کی بنا پر غیر جانبدارانہ جہت سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اس معاملہ میں ان کا رویہ ان کی کمزوری عقلمند کا پبلک پر پورا پورا اثر ڈال رہا ہے۔ مولوی صاحب کو چاہیئے۔ کہ مسئلہ نبوت پر قادیانیوں سے مناظرہ کر کے اپنے حق پر ہونیکا ثبوت دیں دراصل کفر و اسلام کا مسئلہ ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان ہے۔ قادیانی نہ لاہوریوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اور نہ لاہوری قادیانیوں کو کافر۔ اس لئے اس بحث میں پڑنا محض تضیع اوقات ہے اس معاملہ میں ہم جانیں اور قادیانی۔ بہر حال اس مناظرہ کو پبلک اشتیاق کی نگاہوں سے دیکھ رہی ہے۔ امید ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب جلد از جلد تصفیہ شرائط کر کے مسئلہ نبوت پر فیصلہ کن مناظرہ کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے۔ دیدہ باید خادم حافظ گوہر دین مبلغ اہلحدیث ورک ضلع گورداسپور

درحقیقت تمام عقل و سمجھ رکھنے والے اس بارہ میں وہی کہیں گے جو حافظ صاحب نے کہا ہے۔

کیا ہم امید رکھیں۔ کہ ہمارے غیر مبائع دوست اب بھی جناب مولوی محمد علی صاحب کو آمادہ کر سکیں گے۔ کہ وہ اپنی تحریر کے مطابق نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ سے فیصلہ کن مناظرہ کریں۔

خاکسار ابو العطاء جالندھری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حفاظت کے لئے پہرہ

اس وقت محض دلی عناد کی بنا پر غیر مبائعین کی طرف سے ایسے بدیہی امور پر بھی ناواجب اعتراضات ہو رہے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے وقوع میں آئے اور جن کو ضروری سمجھ کر جاری رکھا گیا۔ مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی حفاظت کے لئے پہرہ کے انتظام پر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ مولوی صاحب کو ذاتی طور پر علم ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے یہ عمل پہرہ کا موجود تھا۔ چونکہ یہ ایک اعتراض ہے جس کی تردید میرے لئے لازمی ہے۔ کیونکہ میں شاہد ہوں۔ اور شہادت کا اخفا گناہ ہے لہذا میں اپنی شہادت اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر دیتا ہوں۔ جو ذیل میں درج ہے۔

مجھ کو خانصاحب مرحوم و مغفور (میرے والد صاحب) نے امتحان انٹرنس کی پرائیویٹ طیاری کے لئے قادیان بھیج دیا تھا۔ عرصہ ۳۴ سال کے قریب ہوا کہ میں بطور طالب علم قادیان میں سات ماہ رہا۔ مہمانخانہ کے اس کمرہ میں جو حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کے چوبارہ کے نیچے ہے میں معہ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب (جو بھگواڑہ علاقہ کپور تھلہ کے اصل باشندہ ہیں اور آج کل مدرسہ احمدیہ میں ٹیچر ہیں۔) رہا کرتا تھا ہمارے کمرہ کے ساتھ ایک حاجی صاحب جو عینک لگایا کرتے تھے۔ اور جن کا نام مجھکو یاد نہیں" رہا کرتے تھے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ سے بسبب باشندہ ریاست ہونے کے تعلقات خان صاحب مرحوم کے تھے۔ اس لئے سوالات کے متعلق میں مولوی صاحب موصوف سے مدد لیا کرتا تھا۔ جو بڑی محبت سے پیش آیا کرتے تھے۔ اس وقت مولوی صاحب اس مکان میں جو مسجد مبارک اور نواب صاحب کے مکان کے درمیان اوپر کی منزل پر ہے۔ رہائش رکھتے تھے۔

ان ایام میں ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب پرائیویٹ طور پر غالباً بی۔ اے کی طیاری کیا کرتے تھے رات کو میں ماسٹر صاحب موصوف کیساتھ لاٹھی لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کا پہرہ دیا کرتا تھا۔ مسجد مبارک کے نیچے کا راستہ بند تھا۔ اس لئے حضرت خلیفہ اول رضؓ کے مکان کے سامنے سے گلی میں سے گزر کر مسجد مبارک کے اس چوبارہ کے نیچے جہاں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم رہتے تھے ہم آکر کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ ان راتوں میں ۲ بجے رات کیوقت پہرہ دینے کی لذت کا احساس ابتک میرے دل میں موجود ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کی نظر میں عام معمولی دنیاداروں کی جان و مال کی حفاظت کیلئے انتظام تو واجب اور درست ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ جو عظیم الشان ہستیاں دنیا کی اصلاح کیلئے پیدا کرتا ہے۔ اور جن کی ابتدا سے دنیا مخالفت کرتی چلی آتی ہے۔ بلکہ ان کے خلاف لوگ ناواجب سے ناواجب افعال کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں انکی حفاظت کا انتظام اگر اللہ تعالیٰ کی سنت کے ماتحت ظاہری اسباب کی رعایت کرتے ہوئے کیا جائے۔ تو مولوی صاحب کو غصہ آجاتا ہے اور ان دنیاداروں کو خوش کرنے کیلئے جو ہمیشہ آسمانی سلسلہ کے دشمن ہیں۔ ناراضگی کا اظہار اخبارات میں کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

چونکہ یہ ایسی بات ہے۔ کہ ہر صحیح العقل اور انصاف

رشتہ

ایک سیدزادی نوعمر لڑکی کے لئے برسر روزگار شریف رشتہ کی ضرورت ہے۔

خط و کتابت معرفت

عبد الرحیم نیر قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اولاد کو تعلیم سے محروم رکھنا ظلم ہے

آج کل اکثر لوگ اپنی اولادوں کو محض ملازمتوں اور اعلیٰ نوکریوں کے حصول کی خاطر تعلیم دلواتے ہیں۔ اور جب کسی شخص کا لڑکا تعلیم حاصل کر لینے کے بعد ملازم نہیں ہو سکتا تو وہ دل ہی دل میں سخت کڑھتے ہیں اور قضاء قدر سے برگشتہ ہوتے ہوئے یا تو اپنے لڑکے کو نالائقی کا سرٹیفکیٹ دے دیتے ہیں یا اس بات کی رٹ لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ ہماری بدقسمتی جتنا روپیہ ہم نے اولاد کی پڑھائی میں صرف کیا سب اکارت گیا اور کسی کام نہ آیا۔ حالانکہ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ساری دنیا کے نوجوانوں کے لئے بھلا کیسے ملازمتیں مل سکتی ہیں۔ آج کل تو ایک طبقہ ایسا بھی پیدا ہو گیا ہے۔ جس نے مایوس ہو کر اپنی اولاد کو تعلیم دلوانا ہی بند کر دیا ہے اور نہ صرف اپنے لڑکوں کو باوجود استطاعت کے اعلیٰ تعلیم نہیں دلواتے بلکہ فخر یہ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم اپنی اولاد کی اعلیٰ تعلیم پر روپیہ ضائع نہیں کر رہے۔

قطع نظر اس سے کہ اس زمانہ کی ضروریات قومی ترقی انسانی ذہن کے ارتقاء اور سیاست و مذہب کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہر فرد کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے اگر ایسے لوگوں کے اس غلط نظریے کو شرعی نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کا یہ طریق کار نہ صرف اپنی اولاد پر ظلم کرنے کے مترادف ہے بلکہ زمانہ کے حالات کے مطابق انہیں تعلیم نہ دلوانا درحقیقت انہیں اپنے ہاتھوں قتل کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب اور ابدی شریعت ہماری اس بات کی ایسے زوردار اور پُرہیبت الفاظ میں تائید کرتی ہے۔ کہ ایک مومن ان الفاظ کو پڑھ کر اپنی اس غلطی اور اپنی اولاد پر صریح ظلم کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ ہمارا خدا ہمیں ہمارے فرائض منصبی کی طرف توجہ دلاتا ہوا فرماتا ہے۔ لا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق۔ یعنی اپنی اولاد اور جگر کے ٹکڑوں کو غربت کے خوف سے یا اس ڈر سے کہ ہمارا روپیہ ضائع ہوگا اپنی اولاد کی دینی اور جسمانی ترقی کو نہ روکو۔ بلکہ تمہارا فرض ہے کہ تم ان کو باوجود غربت کے تعلیم دلواؤ تاکہ وہ دین اور دنیا ہر دو پہلوؤں کو سمجھ سکیں تمہارا ایسا نہ کرنا بالفاظ دیگر ان کو قتل کرنا ہے کیونکہ عدم تعلیم کی وجہ سے وہ نہ دین کو سمجھ سکیں گے اور نہ دنیا کو میں یہ نہیں کہتا کہ اس آیت کا مطلب صرف یہی ہے۔ بلکہ ظاہری معنے بھی مراد ہیں۔ لیکن قرآن کریم چونکہ معارف کا خزانہ ہے۔ اس لئے اولاد کی عمدہ تربیت نہ کرنا بھی ہلاک ہی کرنا ہے اور یہ بات اس آیت سے صاف ثابت ہے۔ چنانچہ (۱) شانِ نزول کے لحاظ سے یہی معنے درست ہیں۔ کیونکہ عرب میں ایسی رسم کوئی نہ تھی اور نہ ہی کوئی ایسا شخص تھا جو مفلسی کے ڈر سے اپنے بچوں کو قتل کرتا وہ لوگ صرف لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے اور وہ بھی ذلت اور شرمندگی کی وجہ سے مفلسی سے نہیں۔ (۲) اس سے قبل اولاد کو مخاطب کیا گیا ہے کہ تم والدین کے مقابلہ میں اُف تک نہ کہو اور اس آیت میں والدین کو اولاد کے متعلق فرائض کی طرف توجہ دلائی ہے کہ تم اس کے اخلاق اس کی تعلیم و تربیت غرضیکہ ہر ایک بات کے ذمہ دار ہو۔ اگر تم تربیت میں سستی کرو گے تو گویا اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں قتل کرو گے۔

پس جو لوگ باوجود مسلمان کہلانے کے اپنی اولاد کو تعلیم سے محروم رکھ کر اپنے اور اپنی اولاد نیز قوم پر ظلم کرتے ہیں۔ وہ غور کریں اور اپنے بچوں کی دینی و دنیاوی اخلاقی تعلیمی تربیت کی طرف بحیثیت والدین توجہ کریں۔ تا بصورت عدم تعمیل وہ خدا تعالےٰ کے سامنے جوابدہ نہ ہوں۔

احقر۔ محمد صدیق مولوی فاضل" جامعہ" از امرتسر۔

مرکزی لائبریری کیلئے کتب کی ضرورت

مجلس مشاورت پر آنے والے احباب سے درخواست ہے۔ کہ مرکزی لائبریری قادیان کے لئے مندرجہ ذیل قسم کا لٹریچر اپنے اپنے علاقہ سے فراہم کر کے ہمراہ لانے کی کوشش فرمائیں۔

(۱) تمام ایسی ضروری کتب جو اسلام کے خلاف یا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں کی طرف سے شائع ہو چکی ہوں خواہ قدیم ہوں یا جدید

(۲) تمام ایسی ضروری کتب جو خواہ کسی مذہب کی تائید میں لکھی ہوئی ہوں یا مخالفت میں ہوں خواہ قدیم ہوں یا جدید خواہ کسی زبان میں ہوں۔ ہمارے نزدیک صحیح ہوں یا غلط

(۳) تمام دیگر علوم و فنون پر مشتمل کتب

ناظر تالیف و تصنیف قادیان

ضروری اعلان

(۱) احمدیہ ہوسٹل لاہور میں مہمانوں کو ٹھیرانے کی اجازت نہیں ہے۔ وہاں صرف طالبعلموں کے گارڈین یا رشتہ دار طالبعلم بطور مہمان رہ سکتے ہیں۔ مہمانوں کا انتظام الگ مسجد احمدیہ میں موجود ہے۔

(۲) جو احباب اپنے بچوں کو لاہور کے کسی کالج میں پڑھائیں ان کو چاہیئے کہ بچوں کی رہائش کا انتظام احمدیہ ہوسٹل لاہور میں کریں جہاں علاوہ بچوں کی رہائش کے عمدہ انتظام کے ان کی تربیت کا کام بھی عمدہ انجام دیا جاتا ہے۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

دی "کیمل" فونٹین قلم

"کیمل" کا فونٹین قلم ہندوستان کے ہر دلعزیز قلموں میں سے ہے۔ یہ ٹوٹتا نہیں ہے اس کی نب ۱۴ کیرٹ گولڈ کی طلائی نب ہے ہینڈز اور کلپ رولڈ گولڈ یعنی نقلی سونے کے ہیں۔ اس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ اور نب ہر طرح کی لکھائی کے لئے موزوں ہے آزادی سے لکھنے کی ضمانت دی جاتی ہے۔ ایسے نفیس قلموں کے لئے غیر معمولی کم قیمت رکھی گئی ہے۔

سٹینڈرڈ سائز (عام معیار جسامت) کے لئے چار روپے ۸ آنہ میکسیکو ٹیل ڈسش پہلو کے لئے ۵ روپے سنیئر یعنی اعلیٰ کے لئے ۶ روپے لائف ٹائم (زندگی کے ساتھ جانے والا) ۸ روپے۔

سول ایجنٹ

ھارن بائی فونٹین پن ڈپو نمبر ۲۰۴ ھارن بائی روڈ بمبئی

THE HORNBY FUNNTAIN PEN DEPOT 204 HORNBY ROAD FORT BOMBAY.

استدعائے عاجزانہ بنام جمیع باشندگان خطہ ہندوستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرات محترم! اقوام عالم سے یہ امر مخفی نہیں۔ کہ حکومت روس نے اپنے ملک میں دہریت کو نشو ونما دیکر باشندگان روس کو لامذہب و بے دین بنا دیا ہے۔ اس نا قابل برداشت صورت حالات سے تنگ آکر اہل بخارا و ترکستان اپنے وطن عزیز کو ترک کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور وطن کو خیرباد کہتے ہوئے اپنے عیال و اطفال سمیت مختلف ممالک میں طرح طرح کے مصائب و مظالم کا تختہ مشق بنتے رہے۔ ان مصیبت زدگان میں سے کئی سو ہندوستان کے مختلف شہروں میں قیام پذیر ہیں۔ اور عزلت و بیکسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں ایک طویل عرصہ سے گوناگوں مصائب کے سبب بیچارے زندگی کے معمولی حقوق بشریت سے بھی محروم ہیں۔ ان حالات سے متاثر ہو کر خاکسار نے ان کی المناک کیفیت و دردناک طرز معاشرت کے صحیح حالات وزیر امور خارجہ دولت جمہوریہ ترکیہ کی خدمت بابرکت میں عرض کرکے ان بے خانماں و غریب الوطن اشخاص کیلئے اعانت طلب کی۔ چنانچہ جیسا کہ میں پہلے بھی اعلان کر چکا ہوں۔ دولت جمہوریہ ترکیہ نے سفیر کبیر مقیم لنڈن کی وساطت سے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ جمہوریہ ترکیہ بخوشی ان کو اپنے آغوش عاطفت میں لینے کیلئے تیار ہے۔ بشرطیکہ یہ لوگ کسی طرح سے اپنے آپ کو مملکت ترکی تک پہنچا دیں۔ چونکہ دولت جمہوریہ ترکیہ نے سال رواں میں صرف رومانیہ و بلغاریہ میں سے بسنے والے نفوس کو ہی ترکی آنے کی اجازت دی ہے۔ اس لئے بجٹ میں کوئی رقم دوسرے تارکان وطن کیلئے موجود نہیں۔ چنانچہ مراسلہ سفیر کبیر دولت جمہوریہ ترکی مقیم لنڈن کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

۴ دسمبر ۱۹۳۶ء نمبر ۴۷-۶۹۴ حاجی محمد زکریا بے آفندی رئیس جمعیت عمومی سعادت تارکان وطن بخارا و ترکستان لاہور (ہندوستان)

محترم بندہ! حسب تحریر جناب مورخہ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء نمبر ۳۳۳ بنام وزارت خارجہ جمہوریہ ترکی اطلاعاً عرض ہے۔ کہ اس سال دولت جمہوریت ترکی نے اپنے سالانہ بجٹ میں ترک تارکان وطن رومانیہ و بلغاریہ کے واپس لانے کی تجاویز کے لئے ایک خاص رقم منظور کی ہے۔ لہٰذا فی الحال دوسرے ممالک سے ترک تارکان وطن کے لانے کیلئے کوئی رقم بجٹ میں نہیں ہے۔ تاہم اگر وہ لوگ جو آج کل ہندوستان میں موجود ہیں۔ اپنے خرچ پر ترکی آ جائیں۔ تو جمہوریت ترکی ان کی ہر طرح سے ہمدردانہ اعانت ترکی پہنچنے پر کرنے کے لئے تیار ہے۔ والسلام (دستخط سفیر کبیر ترکی)

جمہوریہ ترکی کی اس دعوت عمومی کی بنا پر خاکسار جمیع اقوام ہند سے بلا لحاظ مذہب وملت ملتمس ہے۔ کہ ان فلاکت زدہ انسانوں کی امداد و اعانت کیلئے محبت کا ہاتھ بڑھائیں۔ تاکہ انہیں کراچی اور عراق و عرب کے راستہ سے مملکت ترکی تک پہنچایا جائے۔ جو نیک دل بھائی اور بہنیں اس کار خیر میں شریک ہونگے۔ ان کے اسمائے گرامی کی نشر و اشاعت بلاشبہ ہندوستان اور بیرون ہند میں ایک بہترین یادگار کے طور پر قائم رہیگی۔ اور ملت غیور ترکی اس ہمدردانہ فعل کو تشکر و امتنان کی نظر سے دیکھیگی۔

امید قوی ہے کہ جمیع اقوام ہند بلا لحاظ جنس و مذہب اس نیک کام میں شرکت فرما کر خانماں برباد اہل بخارا و ترکستان کی دعائیں لینگے۔ عطیات کی جلد تر ترسیل ہی مصائب کا صحیح مداوا ہو سکتی ہے۔ یہ عرض کر دینا بے محل نہ ہوگا۔ کہ ایک نادار شخص کو سرحد ترکی تک پہنچانے کیلئے کم از کم دو صد پچاس ۲۵۰ روپیہ درکار ہے۔ بلاشبہ ان میں سے بعض لوگ اپنے اخراجات سفر خود برداشت کرنے کے قابل بھی ہیں۔ اور بعض ان میں سے جا بھی چکے ہیں۔ لیکن کثیر تعداد تارکان وطن کی نادار و مفلس ہے جن کیلئے زر اعانت مطلوب ہے۔ اور آپ حضرات سے اپیل کی گئی ہے۔

ترسیل زر کیلئے پتہ۔ غازی محمد زکریا بے آفندی ڈھولن وال لاہور

عورتوں کیلئے امداد باہمی کا نصاب

محکمہ امداد باہمی پنجاب گذشتہ چند سال سے اس کوشش میں رہا ہے۔ کہ صوبہ ہذا کی عورتوں کو امداد باہمی کے اصول پر منظم کیا جائے۔ اور اس باب میں اسے جو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہ واقعی قابل فخر ہے۔ سال رواں میں محکمہ مذکور نے ایک نئی تحریک جاری کی یعنی اس نے زنانہ انجمنوں کے ممبروں اور عہدہ داروں کو امداد باہمی کے اصول کے متعلق تربیت دینے کیلئے ایک جماعت کھول دی۔ یہ جماعت گورداسپور میں ۱۸ جنوری سے ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء تک کھلی رہی۔ اس سے زنانہ انجمنوں کے ۲۷ زنانہ ممبروں اور عہدہ داروں نے استفادہ کیا۔ محکمہ امداد باہمی کے تعلیمی اور زنانہ عملے نے لیکچر دیئے۔ اور عورتوں سے متعلقہ اصلاحی کام کی تشریح کی گئی۔ مسز ... جج صاحب مسٹر ... کی اہلیہ محترمہ نے ازراہ نوازش لیکچر دینا منظور فرمالیا۔ اور اسی طرح مسٹر برین کمشنر محکمہ اصلاح دیہات پنجاب نے لیکچر دیا۔ ان لیکچروں کا موضوع اپنے دائرہ اثر میں بہت وسیع تھا۔ اور ان میں گھریلو زندگی کے ہر پہلو کفایت شعاری حفظان صحت۔ صفائی۔ ابتدائی طبی امداد اور خانگی دستکاریوں پر روشنی ڈالی گئی۔ اس امر کو بھی زیر بحث لایا گیا۔ کہ ہندوستان اور ممالک غیر کی عورتوں میں تحریک امداد باہمی نے کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس جماعت میں شریک ہونے والی خواتین نے توقعات سے بڑھ چڑھ کر دلچسپی کا اظہار کیا۔

ہر لیکچر کے اختتام پر سرگرم بحث کی جاتی تھی۔ اور گھریلو زندگی کے مختلف پہلوؤں پر قدیم و جدید نقطہ ہائے خیال کی کشمکش ایک قابل دید نظارہ تھا۔

اس جماعت سے عورتوں کو اس بات کا یقین ہو گیا۔ کہ لوگوں کی مجلسی اور اقتصادی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے وہ اہم حصہ لے سکتی ہیں۔ ایک زنانہ صنعتی انجمن کی تنظیم کے لئے تجویز منظور کی گئی۔ ۴۲ عورتوں نے ممبری کی فارم پر دستخط کر دئے۔ اور چندے ادا کر دیئے انجمن مذکور سینے پرونے اور بننے کا کام شروع کریگی۔ اور امید ہے کہ ایسے معیار کی اشیاء تیار کی جائیں گی۔ جو منڈی میں لائی جا سکیں۔ مسز ... نے ازراہ کرمفرمائی ممبرات کو یہ کام سکھانے کا ذمہ لیا ہے۔ یہ کام اپنی نوعیت میں تجربہ پاتی ہے۔ اور امید ہے۔ کہ دیگر مراکز بھی عنقریب قائم کئے جائینگے۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

مُنہ میں سانپ

دانتوں اور ڈاڑھوں کا درد کچھ سانپ کے درد سے کم نہیں۔ اگر آپ کو یا آپ کے کسی دوست کے دانتوں کو کسی قسم کی تکلیف ہو اور زندگی درد سے دوبھر ہو رہی ہو۔ تو فوراً رفیق منجن دنداں استعمال کیجئے۔ جو دانتوں کی جملہ امراض کا واحد علاج ہے۔ آپ ایک بار استعمال کر کے تو دیکھ لیں۔ لطف یہ ہے کہ منجن بالکل مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ آپ بھی ۱/ کے ٹکٹ محصولڈاک کیلئے بھیجکر رفیق منجن کا ایک پیکٹ مفت منگا لیجئے۔ نوٹ:۔ یہ رعائت صرف تھوڑے سے عرصہ کیلئے منجن مشہور کرنے کی غرض سے کی گئی ہے۔ اس لئے فوراً فائدہ اٹھائیے۔ کیونکہ بار بار یہ موقع ہاتھ نہیں آتا۔

المشتہر:۔ مولوی محمد اسحٰق رفیق ناظم رسالہ انوار رسالت بادلی کلاں ڈاکخانہ سرائے عالمگیر ضلع گجرات

نایاب سو دو روپے تولہ جرمنی کی ایجاد کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں

ان کو کاریگر نے اس خوبصورتی کے ساتھ بنایا ہے۔ کہ ہاتھ چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ پانسو روپیہ کی چوڑیاں بنوا کر ان کے سامنے رکھدو۔ پھر دیکھو کونسی خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ تجربہ کار سنار بھی یکایک نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ سونے کی نہیں۔ نازک نازک ہاتھوں میں پہنا کر ان کی بہار دیکھئے۔ ہر گھڑی ایک نئی طرز معلوم ہوتی ہے۔ کلائی پر نور برستا ہے۔ کہ سب کی نظر انپر نہ پڑے تو بات نہیں۔ چمک دمک رنگ روپ مثل سونے کے قائم رہتا ہے۔ قیمت ایک سٹ بارہ چوڑیاں تین روپے تین سٹ پر ایک سٹ انعام محصولڈاک ۱۰ / فرمائش کے ساتھ ناپ ضرور روانہ کریں۔ محمد شفیق اینڈ کو رڑکی یوپی

381

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان میں تین نہایت باموقعہ جائدادیں رہن ملتی ہیں

اس وقت قادیان میں تین مختلف موقعوں پر نہایت باموقعہ دکانیں رہن باقبضہ ملتی ہیں تفصیل درج ذیل ہے۔ خواہشمند اصحاب جو اپنے سرمایہ کو سود اور خدا کے فضل سے یقینی طور پر فائدہ مند کاروبار پر لگانا چاہیں۔ وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ دکانات ایسے موقعہ کی ہیں کہ انشاء اللہ وہ کبھی کرایہ داروں سے خالی نہیں رہ سکتیں۔ تفصیل یہ ہے۔

نمبر ۱:۔ دکانات متصل احمدیہ چوک تعدادی ۴ عدد جن میں اس وقت ڈاکٹر احسان علی صاحب اور سلطان برادرز وغیرہ کرایہ دار ہیں۔ پختہ نئی بنی ہوئی دکانیں ہیں اور نہایت باموقعہ ہیں۔ موجودہ کرایہ سترہ روپے ماہوار ہے۔ مگر زیادتی کی گنجائش ہے۔ زیر رہن مجوزہ تین ہزار روپیہ۔ انہی دکانوں کے ساتھ ایک پختہ وسیع مکان بھی رہن ملتا ہے۔ جس میں اس وقت نظارت تالیف و تصنیف کی لائبریری ہے۔ جس کا کرایہ ۲۵ روپے ماہوار ہے۔ اور مجوزہ زیر رہن ساڑھے چار ہزار روپیہ ہے۔ گویا ہر دو کا زیر رہن ساڑھے سات ہزار روپے ہے۔

نمبر ۲:۔ دکانات متصل سٹار ہوزری فیکٹری تعدادی ۵ عدد جن میں اس وقت جنرل سروس کمپنی وغیرہ بطور کرایہ دار ہیں۔ پختہ نئی بنی ہوئی دکانیں ہیں اور بہت باموقعہ ہیں۔ اور بڑے بازار کے ساتھ فراخ جگہ واقع ہیں۔ موجودہ کرایہ للعہ ۲۴ روپیہ ماہوار ہے۔ زیر رہن مجوزہ ساڑھے چار ہزار روپیہ

نمبر ۳:۔ دکانات متصل سبزی منڈی ونزد ڈاک خانہ تعدادی ۵ عدد جن میں اس وقت بھائی حاکم دین صاحب و شیخ محمد اکرام صاحب وغیرہ کرایہ دار ہیں۔ موجودہ کرایہ ۲۵ ماہوار۔ لیکن معقول زیادتی کی بھی گنجائش ہے۔ یہ دکانات بڑے بازار کے نہایت بارونق حصے میں واقع ہیں اور پختہ اور نئی بنی ہوئی ہیں زیر رہن مجوزہ پانچ ہزار روپے

مذکورہ بالا ہر سہ جائدادوں کے متعلق خواہشمند اصحاب میرے ساتھ فیصلہ فرمالیں۔ رہن باقبضہ ہوگا۔ اور شرائط رہن مطابق شریعت اسلامی ہوں گی۔

خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد قادیان

جھنگ مگھیانہ کے مشہور کھیسوں کا کارخانہ

نہایت ہی اعلیٰ خوبصورت پائیدار مختلف رنگوں اور نمونہ کے کھیسوں کا سٹاک موجود ہے۔ احباب کرام آرڈر دے کر احمدیہ کارخانہ سے فائدہ اٹھائیں۔ مال حسب منشا اور رعایتی قیمت پر ارسال خدمت ہوگا۔ نوٹ:۔ ریلوے سٹیشن اور ڈاکخانہ کا پورا پتہ تحریر فرمائیں۔ ملنے کا پتہ:۔ قاضی غلام حسن احمدی متصل مسجد احمدیہ خطیب مسجد احمدیہ مگھیانہ جھنگ ضلع پنجاب

معجون عنبری

یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کے لئے اکسیر صفت ہے۔ جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ اس دوا کے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اس قدر لگتی ہے۔ کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اسی قدر مقوی دماغ ہے۔ کہ بچپنے کی باتیں بھی خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کو مثل آب حیات کے تصور فرمایئے۔ اس کے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کیجئے۔ بعد استعمال پھر وزن کیجئے۔ ایک شیشی چھ سات سیر خون آپ کے جسم میں اضافہ کرے گی۔ اس کے استعمال سے ۱۸ گھنٹہ تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ نئی دوا رخساروں کو مثل گلاب پھول اور مثل کندن کے درخشاں بنا دے گی۔ یہ نئی دوا نہیں ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج اس کے استعمال سے بامراد بن کر مثل پندرہ سالہ جوان کے بن گئے۔ یہ نہایت مقوی بھی ہے اس کی صفت تحریر میں نہیں آسکتی۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ اس سے بہتر مقوی دوا آج تک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ) نوٹ:۔ فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس فہرست دواخانہ مفت منگایئے۔ ہر مرض کی مجرب دوا منگایئے۔ جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے

ملنے کا پتہ:۔ مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر نمبر ۵ لکھنؤ

محافظ جنین
حب اٹھرا رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے شاگرد کی دوکان سے

جن کے حمل گر جاتے ہیں یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں یا پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے دست۔ قے۔ پیچش۔ دردپسلی یا نمونیہ ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا بدن پر پھوڑے۔ پھنسی۔ چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ اور خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دیدینا۔ بعض کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ اور لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ و تباہ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ مولوی نورالدین صاحب شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ تندرست اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔

قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولہ ہے۔ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصول ڈاک

المشتہر

حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لزبن ۱۳ مارچ۔ اوئیڈو کے نواحی محاذات پر باغی افواج نے زبردست حملہ کیا۔ تین گھنٹے کی خونریز جنگ کے بعد باغی فوجیں پسپا ہوگئیں۔ لیکن دو گھنٹے بعد سرکاری فوجوں نے جوابی حملہ کیا جس کی تاب نہ لا کر باغی فوجیں اپنے مورچوں کی طرف پسپا ہوگئیں۔ تین ہزار باغیوں نے جو توپوں ٹینکوں۔ مشین گنوں اور مسلح لاریوں سے مسلح تھے۔ گواڈلا جارا کے محاذ پر سرکاری فوجوں پر زبردست حملہ کیا۔ سرکاری فوجیں حملہ کی تاب نہ لاکر پسپا ہوگئیں۔ باغیوں کا بیان ہے کہ اگر یہ شہر فتح ہوگیا۔ تو میڈرڈ صرف پندرہ میل رہ جائیگا۔

ویلنشیا ۱۳ مارچ وزیر خارجہ ہسپانیہ نے اطالیہ اور جرمنی کے خلاف زبردست احتجاج کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ چار اطالوی اسیرول کا بیان ہے۔ کہ وہ پانچ ہزار اطالوی رضاکاروں کے ہمراہ یکم فروری کو کیڈز کی بندرگاہ پر پہنچے جس جہاز پر یہ رضاکار آئے اس پر کسی حکومت کا جھنڈا نہیں تھا۔ وزیر خارجہ نے اپنے احتجاج میں لکھا ہے۔ کہ عدم مداخلت کا اعلان کرنے کے بعد جرمنی اور اطالیہ کی ایسی حرکات ظاہر کرتی ہیں۔ کہ یہ ملک امن کے شدید دشمن ہیں

ڈھبری (آسام) ۱۳ مارچ پرسوں ساڑھے تین بجے صبح یہاں زلزلے کا ایک شدید جھٹکہ محسوس کیا گیا۔ جو ایک منٹ تک جاری رہا۔ لوگوں پر خوف وہراس طاری ہوگیا اور وہ اپنے گھروں سے باہر نکل آئے کسی قسم کے نقصان جان و مال کی کوئی اطلاع موصول نہیں۔

لنڈن۔ ۱۳ مارچ "سٹیٹسمین" کا نامہ نگار لندن لکھتا ہے۔ کہ اگرچہ سرکاری طور پر اس امر کا اظہار نہیں کیا گیا۔ تاہم اسے معلوم ہوا ہے۔ کہ بمبئی کے موجودہ گورنر لارڈ برابورن بنگال کے گورنر سر جان اینڈرسن کے ریٹائرڈ ہونے پر گورنر بنگال مقرر کئے جائیں گے۔

کراچی۔ ۱۳ مارچ اگرچہ سندھ کی مجلس وزراء کی تشکیل کے لئے حکومت کی طرف سے کسی پارٹی کے قائد کو دعوت نہیں دی گئی لیکن اسمبلی کے حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ کام سر غلام حسین ہدایت اللہ کے سپرد کیا جائیگا۔

کلکتہ ۱۳ مارچ کل حکومت یو۔پی کے وزیر تعلیم سر جوالا پرشاد سری واستو پر جب کہ وہ سنٹرل بنک کی سلور جوبلی کے سلسلہ میں ایک دعوت طعام کے خاتمہ پر اپنی کار کی طرف جا رہے تھے۔ ایک شخص نے خنجر سے حملہ کر دیا لیکن اس کا وار خالی گیا۔ حملہ آور کو گرفتار کر لیا گیا۔

نئی دہلی۔ ۱۳ مارچ مجلس وضع قوانین میں وزیر مالیات کی طرف سے پیش کردہ مسودہ قانون مالیات پر بحث وتمحیص کا سلسلہ آج بھی جاری رہا۔ سب سے پہلے ڈاکٹر کھارے نے تقریر کی اور کہا کہ حکومت کی طرف سے جو فنانس بل پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد متشددانہ کارروائیوں کے لئے روپیہ حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ جس قدر روپیہ حاصل کیا جاتا ہے وہ انڈین سول سروس اور فوج پر صرف ہوتا ہے۔ ہندوستانی عوام کی اصلاح وبہبود کے لئے کچھ بھی خرچ نہیں کیا جاتا۔ ڈاکٹر خان صاحب نے اپنی تقریر میں سرحد کی مشکلات پیش کیں ابھی بحث ختم نہیں ہوئی تھی۔ کہ کارروائی اگلے روز پر ملتوی ہوگئی۔

نئی دہلی۔ ۱۳ مارچ مسٹر جناح نے ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ عہدے قبول کرکے آئین نو کو تباہ کرنیکا خیال بالکل مضحکہ خیز ہے۔ اگر کانگرس عہدے قبول کرے۔ تو اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ وہ آئین نو کی حامی ہے۔

سالامینکا۔ ۱۳ مارچ شدت برفباری کے باوجود باغی افواج میڈرڈ کی جانب پیشقدمی کر رہی ہیں۔ کل صبح میڈرڈ پر سخت بمباری کی گئی۔ باغی افواج نے ایک اور شہر پر قبضہ کرکے حکومت کے سینکڑوں سپاہی قتل کر دیئے ہیں

بغداد (بذریعہ ڈاک) حکومت عراق اور حکومت سعودیہ عربیہ کے درمیان معاہدہ اتحاد برحال ہی دستخط ثبت کئے گئے ہیں۔ معاہدہ کی رو سے دونوں حکومتوں کی افواج ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کریں گی۔ معاہدہ کی میعاد دس سال مقرر ہوئی ہے۔ امیر سعود عنقریب بغداد جا رہے ہیں۔

کلکتہ ۱۳ مارچ۔ بنگال کے کارخانوں میں ہڑتال بسرعت بڑھ رہی ہے۔ مزدوروں کی طرف سے اضافہ اجرت وغیرہ کے مطالبات کئے جا رہے ہیں۔ جنوبی کلکتہ میں پٹ سن کا ایک اور کارخانہ آج بند کر دیا گیا۔ قریباً تین ہزار کارکنوں نے کام بند کر دیا ہے۔

حلب ۱۳ مارچ شام کے عربوں کے مصائب وشدائد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور ملک میں ایک زبردست سیاسی کشمکش شروع ہوگئی ہے۔ شام کے شمالی حصہ میں ترکی کی حمایت میں زبردست پراپیگنڈا ہو رہا ہے لبنان میں اتحاد عرب کی حامی ایک زبردست سیاسی انجمن حکومت فرانس کی مخالفت کر رہی ہے۔ کئی جگہ اعراب اور فرانسیسی فوج کا مقابلہ بھی ہوا ہے۔ فرانسیسی حکام نے کئی عربوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

روما ۱۳ مارچ مسولینی لیبیا کے سلسلہ میں گاٹا پہنچا۔ جہاں اکیس توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ لیبیا میں مسولینی ایک ہزار میل لمبی سڑک کا افتتاح کریگا۔ لیبیا کی افواج کے جرنیل بلباؤ نے ایک اعلان کیا ہے۔ جس میں عربوں سے اپیل کی گئی ہے۔ کہ فسطائیت کے قائد اعظم اور اسلام کے محافظ مسولینی کا شاندار استقبال کریں۔

نئی دہلی ۱۳ مارچ معلوم ہوا ہے۔ کہ مداخیل قبائل کے اشخاص کے جس گروہ نے لفٹنٹ بیٹی کو وزیرستان میں گزشتہ ۷ فروری کو قتل کیا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو حوالہ پولیس کر دیا ہے۔

رنگون ۱۳ مارچ حال میں برما کے ایک گاؤں میں آتشزدگی کی جو واردات رونما ہوئی تھی۔ اس کے متعلق مزید اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ آگ متواتر پانچ گھنٹے تک بھڑکتی رہی۔ اور دو سو مکان جل کر راکھ ہوگئے نقصان کا اندازہ پچاس ہزار روپے لگایا جاتا ہے۔

نئی دہلی۔ ۱۳ مارچ۔ وزیرستان کے قبائل میں عام شورش کے پیش نظر ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ سرحد کی طرف مزید فوجیں روانہ کی جائیں چنانچہ دو بریگیڈ بھیجے جا چکے ہیں۔ یہ فوجی نقل وحرکت عارضی ہے۔ اور احتیاطی طور پر اختیار کی گئی ہے۔ تاکہ اگر وزیرستان کی موجودہ شورش جنگ کی صورت اختیار کر جائے۔ تو یہ کمک وزیرستان میں متعین فوج کی فوری امداد کر سکے۔

رنگون ۱۳ مارچ برما کے دار المندوبین کے اجلاس کے ایک رکن نے مجلس وزراء کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کے لئے اجازت چاہی۔ صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ سرکاری اعلان میں واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ مجلس وزرا یکم اپریل ۱۹۳۷ء سے پیشتر کابینہ کا چارج نہیں لیگی۔ اور نہ انہوں نے ابھی چارج لیا ہے۔ چونکہ ابھی تک کسی مجلس وزراء کا وجود ہی نہیں ہے۔ اس لئے یہ تحریک خلاف قانون اور قبل از وقت ہے۔

نئی دہلی۔ ۱۳ مارچ ایک سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ سر جیمز گرگ فنانس ممبر حکومت ہند ۲۲ اپریل سے چار ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں۔ ان کی غیر حاضری میں مسٹر جے۔ سی۔ نکسن آئی۔ سی۔ ایس کو عارضی طور پر گورنر جنرل کی اگزیکٹو کونسل کا ممبر مقرر کیا جائے گا۔

لنڈن۔ ۱۳ مارچ کل مسٹر بالڈون وزیر اعظم نے دار العوام میں اعلان کیا۔ کہ امپیریل کانفرنس ۱۴ مئی کو منعقد ہوگی۔ اس کانفرنس میں شریک ہونے والے نمائندے حسب ذیل امور پر غور وخوض کریں گے (۱) امور خارجہ اور امور دفاع (۲) آئینی موضوعات (۳) تجارت۔ جہازرانی مواصلات اور ان سے متعلق دوسرے سوالات

لاہور ۱۳ مارچ۔ سردار سردول سنگھ کویشر نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں جو ۱۷ مارچ کو دہلی میں منعقد ہونے والا ہے۔ ایک ریزولیشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ چونکہ جدید دستور اساسی مکمل آزادی سے متعلق ہندوستانیوں کی خواہشات کو پورا نہیں کرتا۔ اور کانگرس اسے مذموم اور ناقابل قبول قرار دے چکی ہے۔ اسلئے مجالس آئین ساز کے کانگرسی ارکان کو کسی صورت میں بھی وزارتیں قبول نہیں کرنا چاہیئے۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی